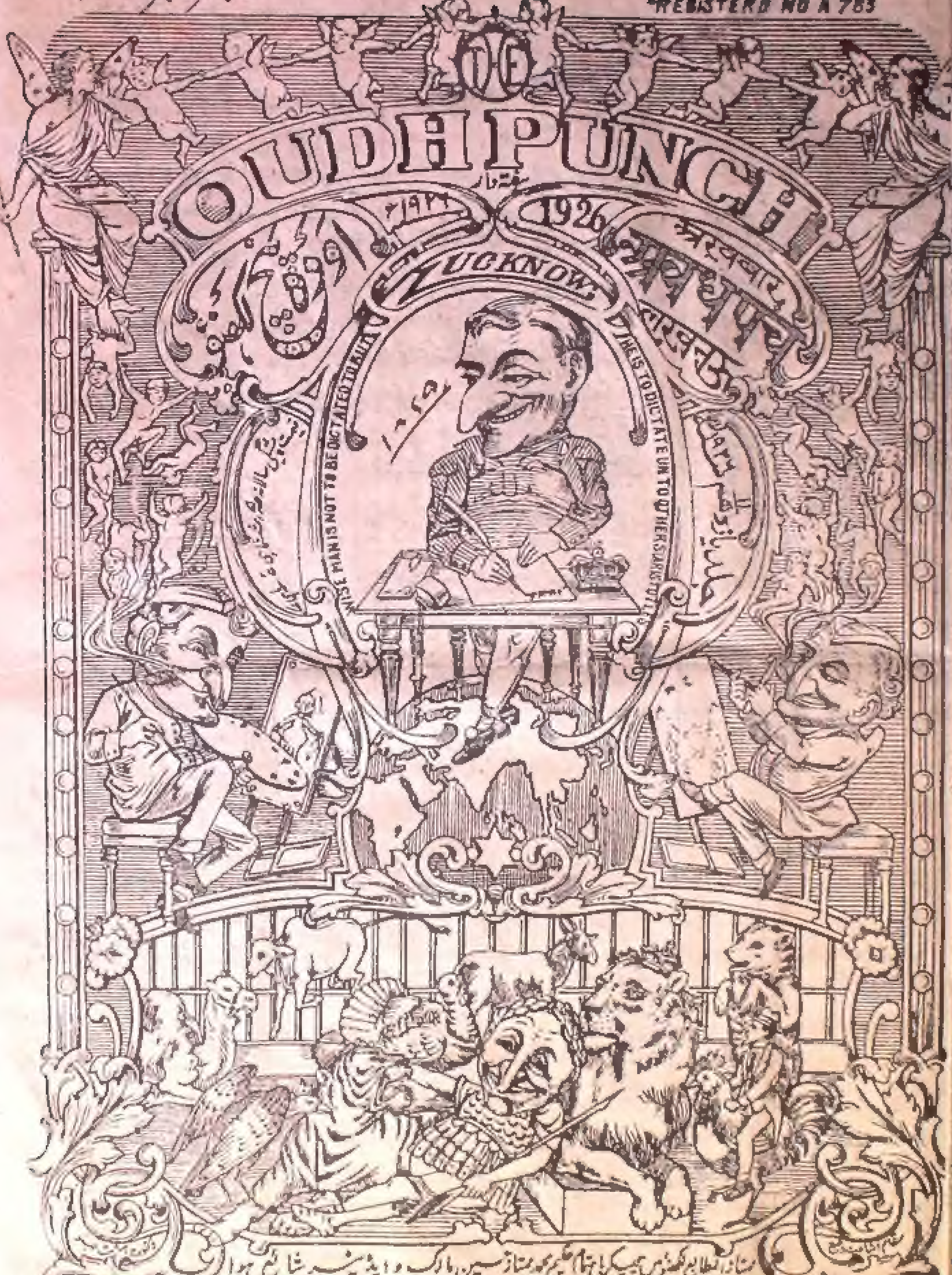
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783



ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۴ تصاویر

موت کو تو کوئی دور کر نہیں سکتا لیکن مرگ کے سامنے دانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی یعنی چاہلیس برس پر سے کہ جسم کے اعضا کو حرکت دیتے رہیئے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب میں جو مثل تصاویر چھپی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب [illegible] بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھر پر بیٹھے ورزش کرنے [illegible] ضعیفی [illegible] و دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی [illegible] تاہم اسکی قیمت صرف ۱۲ آنہ [illegible] رکھی ہے۔

ملنے کا پتہ **سکھ سنچارک کمپنی متھرا**

طاقت بے بی کی

[illegible]

[illegible] استعمال کریں [illegible] کی خرابی جاتی رہتی ہے۔ کثرت [illegible] کی طاقت [illegible] قیمت فی [illegible]

ایجنٹ برائے لکھنؤ [illegible] کمپنی [illegible] لکھنؤ

ویدشاستری منی شنکر گووند جی [illegible] جامنگر کاٹھیاواڑ

بحر امید

[illegible]

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ [illegible] میرٹھ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

حبوب لقمانی — ایک گولی کھانے کے ایک ہی گھنٹہ بعد قوت

.... اور ... میں اس غضب کی ترقی پیدا ہوتی ہے کہ بیچینی ہوتی ہے لطف صحبت تو گھنٹوں رہتا ہے مزہ یہ ہے کہ اگر کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کی تکان نہ معلوم ہوگی بلکہ دم بدم ... میں اضافہ ہوتا رہیگا جب تک ترشی نہ چکھینگے فراغت نہ ہوگی بعد فراغ ایک گولی کھالیں تو کمزوری اور تکان رفع ہو کر طبیعت پھر تازہ ہو جائیگی اور پھر دوبارہ قوت پیدا کردیگی ہر مرتبہ پہلی سی تحریک ہوگی فی درجن عہ تین درجن چار روپیہ۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

روغن لقمانی — یہ روغن نہایت ملذذ ہے ایک ہی قطرہ ... پر لگا کر ... دیکھو

لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی بلکہ شوہر فریفتہ ہو جاتی ہے زن و شوہر کے تعلقات حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں وجہ یہ کہ بالطبع عاشق و معشوق نشۂ شباب میں چور ہو کر تھوڑی دیر کیلئے مست اور بیہوش ہو جاتے ہیں اگر آپنے ابتک استعمال نہیں کیا تو گویا دنیا میں آپنے کچھ دیکھا ہی نہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ محصول [illegible] کوئی دوا جسکا تجربہ نہ ہو نہ بھیجو واپسی قیمت کی شرط۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوشگو شاعر جناب [illegible] رشید مرحوم کے حالات زندگی مع تصویر [illegible] مع انتخاب رباعی قصیدہ غزل سلام [illegible] آغا شاعر لکھنوی نہایت محنت سے [illegible] آپ خاندان انیس مرحوم کے ایک رکن [illegible] سفید کاغذ پر خوشخط [illegible] صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے [illegible] قیمت علاوہ محصول ... عہ

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۱ نمبر ۴۴

مضامین غیر

پنجشنبہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

کچھ اِدھر کی باتیں کچھ اُدھر کی

(تتمہ ۲ دسمبر ۱۹۲۶ء)

نادرات زمانہ سے آجکل ایک قسم کی روئی ہے جسے امریکہ کے ایک بڑے موجد نے دریافت کیا ہے۔ یہہ روئی واقعی عجب چیز ہے۔ اسنے روئی اور کپڑے کو یکجا کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص دہی کے دھوکے کپاس کھائے گا تو نقصان میں نہ رہیگا۔ تو وجہ کیا؟ ارے صاحب یہہ روئی دو چیزوں سے مرکب ہے یعنے اوپر سے شکر ہے اندر سے کھس۔ سنتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس ایجاد میں بہت محنت فرمائی۔ پہلے اونھوں نے کھٹمل کا ایک حوض بنایا پھر گنے کی جڑ میں نیولا گھونس کے حوض میں بویا جب اکھوا پھوٹا تو چرخے کی کھاد اوسمیں دی۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ اس کھاد نے اپنا اثر یہہ دکھایا کہ پھول گھوڑنی بن گیا اور درخت نکلا۔ جو پھل نکلا پٹنگ (چرخیا کاکا تا ہشتائی ورداہن)۔ واہ رے شکری ڈورے سیو تاں تجہیز تراونہ دمشان کے بچھے تجہیز نثار۔ اب اسی کے کتاتے تجھے منجیانے سوت کا نہایت عمدہ کپڑا تیار ہوتا ہے۔ مگر مسٹر موجد کی اہلیہ مقدسہ اس لباس کو پسند نہیں فرماتیں۔ اونھیں شکایت ہے کہ سارے چندے پر چیونٹیوں کا دھاوا ہو جاتا ہے۔ پرسوں کا ذکر ہے کہ سرِ بازار اطفال ناہنجار و بچگان بدکردار نے پوشاک پر حملہ کیا۔ جاکٹ بنی کوٹ سایہ غرض کوئی چیز نہ چھوڑی سب جیم جاڑ کے چٹ کر گئے۔ اپنا اس مطلب بے دلچسپی سے۔ امکان عقلی وعدم امکان یا استحالہ کی بحث نہیں۔ انگریزی اخبار والے بے دم کی اُڑاتے ہیں اور ہنسنے والے ہنستے ہیں۔

شکل ہے کوئی صاحب عقل اخبار نویس اس خبر کے نقل سے بچا ہوگا کہ ایک مسٹر اول گر نے باشندگان کرۂ مریخ سے نامہ و پیام شروع کر دیا ہے۔ شکر کی جگہ ہے کہ وہاں انگریزی زبان کا عام رواج ہے۔ اللہ ری وسعت زبان! چونکہ وہاں ایک ہی زبان اور ایک ہی قوم کی آبادی ہے لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمدنی و ادبی رموز کو وہ بہ نسبت باشندگان یورپ کے بہت زیادہ سمجھتے ہونگے۔ ویبسٹر ڈکشنری کی تدوین کرنے والی سوسائٹی نے لاسلکی ذریعہ سے جدید الفاظ معلوم کرنے کا سلسلہ قائم کر لیا ہے عنقریب "ڈکشنری" کا حجم اتنا بڑھ جائیگا کہ صرف ایک نسخہ پوری ٹرین پر بار ہو سکیگا۔ مریخ میں وہ سب کچھ ہے جو یہاں ہے گویا مریخ آئینۂ زمین ہے۔ ہاں وہاں کے تدذری یہاں سے بڑے ہیں۔ مسٹر اول گر فرماتے ہیں کہ انگریزی قوم کا باوا آدم مریخ ہی سے روئے زمین پر بھاند پڑا تھا۔ باشندگان مریخ آجتک اوسکے منتظر ہیں کہ وہ بداغ کرۂ ارض کی رپورٹ کب روانہ کرتا ہے۔ اول گر صاحب نے اب لاسلکی ذریعے سے کہلا بھیجا ہے کہ حضرات آپ زیادہ تردد انتظار نہ فرمائیں وہ تو مدت ہوئی انتقال فرما گئے۔ وہاں کے باشندوں نے جواب دیا "ہلو لنڈن" گھبراؤ نہیں۔ اب دیر نہیں ہے۔ ہم اپنی محبت میں تمہیں کھینچنے والے ہیں بشرطیکہ اہل ہند کو عذر نہ ہو اور وہاں کی رؤسائی انجمن اس قسم کا رزولیوشن نہ پاس کرے کہ ؎

رقیب روسیہ تیرا بُرا ہو
لیے جاتا ہے کیوں آرام جان کو

کم از کم مسٹر اول گر نے تو اب اپنا ٹھکانا کر لیا ہے اونہیں شل اپنے دوسرے ہمقوموں کے دُنیا کی تنگی کی شکایت نہیں رہی۔ وطن دور نہیں جب وہ ایکسپریس ڈنگ میں مریخ پر پتیوں کے مزے اُڑائینگے۔ ایک قرینے سے یہیں بیٹھے بیٹھے کورٹ شپ کر چکے ہیں۔ آسمان سے جو اکثر چٹاخ پٹاخ کی صدائیں آتی ہیں یہہ اونھیں کی بوسہ بازی کا کرشمہ ہے تو بخدا شدت سے رہیجگی ہے کمبخت کسی وقت بیچا نہیں چھوڑتی۔ جب کہو جان جاؤ موٹے موٹے چوڑے چوڑے "ایم ایم" آئینہ کی پرچھائیں کی طرح دیوار پر ترتراتے لہراتے پھرتے ہیں۔ یہہ پوچھتے ہیں۔ پیاری کیا ہے؟۔ وہ جواب دیتی ہے ؎

چھپ کھلا جاتا کے سنو یاد میان رہے موہے تیرا
میں ابھی آہ کی دُم لٹکاتی ہوں تم دُم پکڑ کے چڑھ آؤ
یہہ عذر کرتے ہیں کہ آہ کی آگ اِتر جھلسا نہ دے
اسلیے تم ابھی دم درازی ملتوی رکھو میں دوسری کمند تیار کرنے میں مصروف ہوں کامیابی کی امید ہے۔ اگر منظور ہے خداوند عشق کو تو قدرتی نظام گردی کا لنگو اس کمند میں اوبجیگا اور تمہارا عاشق مہجور "نیو مارس ہوٹل" نمبر ۔۔۔۔۔۔ ۲۰ میں تم سے ملیگا۔

اور ہاں یہہ تو بتاؤ ڈارلنگ تم وہاں کیا کھاتی ہو؟ گنہگار رہوی۔ برقی رو کے نامہ بر نے مژدہ سُنایا۔ "ذیر بندی گھاس کھاتی ہے"۔ "گھاس!" ہاں گھاس تمہیں کچھ تعجب ہے۔ یہاں لکڑی کے برادے کی نان خطائی اور آلو کی بھجیا نہایت مزے کی پکتی ہے۔ ہاتھی دانت کے کچالو۔ اور پٹنگ مورش کا فالودہ بہترین غذا ہے۔ افسوس روئے زمین کے باشندے ابھی تک اقتصادی ترقی میں ہزاروں میل ہم سے دور ہیں۔ یہاں معززین کی اعلے غذا مین کنڈوں کے بسکٹ داخل ہیں۔ پیارے تم کیا کھاتے ہو۔ سُور کا گوشت؟ دیکھو سُور نہ کھایا کرو یہہ بہت بے حیا جانور ہوتا ہے اسکے خون کا اثر انسانی خون پر بہت بُرا ہوتا ہے جو کہیں توبہ توبہ تم بھی سُور ہو گئے تو بڑی مشکل ہو گی۔ اچھا اگر ان غذاؤں کے ساخت کی ترکیب پوچھتے ہو؟ مجھے بتانے میں تو کوئی عذر نہیں مگر پیارے تمہارے وطن میں ایسی مشینیں کہاں ہیں جو ایسے لذیذ کھانے تیار ہو سکیں بھلا تم نے کبھی موٹر کا مربّہ بھی کھایا ہے۔ کوئی آدمی دُنیا میں رہنے کا دعوےٰ کر سکتا ہے جسنے عمر بھر موٹر کار کا مربّہ نہ کھایا ہو۔ اچھا فولاد کے پیڑے تو ضرور ہی کھائے ہونگے۔ ہائیں وہ بھی نہیں! اوجھر میری جان تم نے ابھی کیا کھایا ہے کیا پیا ہے۔

دکی ملاقات ہوگی تو میں ریلوے کے انجن کا دودھ نکالنے کی ترکیب بتاؤنگی۔ اے! تم سمجھتے ہو یہ جھوٹ ہے۔ یہاں سیکڑوں دودھارے انجن موجود ہیں۔ لوگ بیٹھی سلیپروں کی بائی (سوسو) گنگی گنی پیچھے پھرتے ہیں۔ خیر۔ دیکھیے کب ملاقات ہوتی ہے۔ اب میں گھر کی سیویاں پکانے جاتی ہوں۔ والدہ ناک کھجا رہی ہیں۔ ہائیں اس سے کیا مطلب ؟ پیارے تم بھی زمین کے آدمی ہو۔ یہاں کوئی کسی کو بلاتا نہیں۔ اگر کسی سے ملاقات مقصود ہوتی ہے تو اوسکے نام لے کے تین مرتبہ اپنی ناک کھجانے سے شخص مطلوب کی ناک میں کھجلی ہونے لگتی ہے اور وہ بے تاب ہوکے بلانے والے کے پاس چلا جاتا ہے جب تک دونوں ملتے ہیں اوسوقت تک ناک کھجانے کا شغل جاری رہتا ہے۔

"ارے ارے اپنے خدا کو مان کے ناک نہ کھجاؤ۔ میں مرا جاتا ہوں۔ بھلا یہ دل لگی کیسی۔ میں غریب کیونکر ثریا تک پہونچ سکتا ہوں۔ ارے کھجلی۔ ارے کھجلی!! تو اچھا گوڈبائی۔ ناک کھجائے جاؤ جبتک مجھسے ملاقات نہو۔ مسٹر اول گر صاحب فرماتے ہیں کہ مریخ کی ذہنی سے لے کے اسوقت تک مسلسل کھجائے سے ناک گھجانی گئی۔ تسکین نہیں ہوتی تھیسے سوچ گئے ہیں۔"



خواب ناتمام

"ارے اتنے کالوڑ کے کتے چھوڑے۔ پھر بھی یہ ہٹی کٹی موجود ہے"

مگر کچھ پروا نہیں یہاں کے معشوقوں کے یادگار "سوزش دل" ہے۔ عالم بالا کے معشوق کی یادگار "خارش بینی" سہی۔ آئندہ میں اس کرہ کے حالات برابر شائع کرتا رہونگا اور امید ہے کہ عقل کے اندھے میری تمام بیہودہ سرائی پر "آمنّا و صدّقنا" کہیں گے۔

جدید انکشاف حال ہی میں ایک حکیم نے دعوے کیا ہے کہ وہ زمین سے بیٹھے بیٹھے آفتاب میں جتنی ریڈیم موجود ہے سب کھینچ لیگا۔ اسنے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو سانپ کی طرح مشین سے پھن نکالتا اور آفتاب کی کرنوں میں پھینکتا ہوا چلا جاتا ہے۔ دوری جسقدر بڑھتی ہے اسیقدر یہ بھی لمبا اور پتلا ہوتا جاتا ہے شام کو جب شاہ زریں بال فلک آشیانہ مغرب میں بسیرا لیتا اور اپنے پر سمیٹتا ہے یہ شعاعی سانپ بھی ہنسی خوشی واپس آتا ہے۔ واپسی کی حالت میں اسکے منہ کے اندر ایک گولا ریڈیم کا مع الملوک والے سانپ کے من کی طرح گھلا ہوتا ہے موجد مذکور کا دعوی ہے کہ اگر اسی طرح کے دس ہزار آلے روزانہ استعمال کیے جائیں۔ تو سو برس میں آفتاب کالا توا ہو جائیگا۔ فیونیوں کو مژدہ ہو وہ حقّہ میں رکھنے کے لیے بڑے توے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اب بے کد و کاوش اس فلکی توے کو استعمال فرمائیں۔

نہایت غور و تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہے کہ کرۂ قمر درحقیقت ایک جانور کا انڈا ہے۔ اجرام سماوی میں اسکا شمار ہونا چاہیے۔ چنانچہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء میں لندن کے ایک ہوٹل نے فلکی ٹھیکہ دار کو تار دیا ہے کہ یہ بیضہ کرۂ زمین کی طرف روانہ کیا جائے۔ مرغی کوک ہے اور انڈے کے اشتیاق میں بازو ڈھیلے کیے کونے کونے گڑگڑاتی پھرتی ہے۔

الغرض اسی قسم کے دلچسپ واقعات سے تمام کاغذ سیاہ کرتے اور خریداروں کے سر منڈھتے ہیں۔ نہ زبان پر توجہ ہے نہ درستی اخلاق پر جو ہر قسم کی ترقی کی جان ہے۔ جاہل پڑھنے والے بھی انھیں باتوں کے خوگر ہو گئے ہیں جس پرچے میں یہ جھگڑ نہو یہ زاری نہو یہ خواری نہو وہ دلچسپی نہو وہ مقبول خواطر نہیں۔ کاش معمولی ہی باتیں لکھتے مگر ایسے ننے اور چوکھے طریقے سے کہ کچھ نہیں تو پڑھنے والے کو ادا سے مطلب

کے نئے اسلوب ہی معلوم ہوتے۔ حقیقت کا یہہ حال ہے کہ آپس میں دو اخبار نویس لڑتے ہیں اور کالم کے کالم بھرتے چلے جاتے ہیں مگر کسی خریدار یا صاحب حاجت نے اپنے فائدے کے واسطے کوئی مضمون لکھا تو جواب صاف عنایت ہوتا ہے کہ جناب کثرت مضامین کی وجہ سے آپ کے مضمون کی گنجائش نہیں۔ مضمون بھی خلاف مصلحت ہے اور اسکی عبارت تو بالکل بے ڈھنگی بھونڈی ہے۔ یہہ عذرات ہیں تو معقول لیکن جب حضور ہی کا کاغذ اخبار زیور فصاحت و نثار بلاغت آثار وطنی و علمی فوائد سے بالکل کورا ہے تو کیوں اس غریب کا مضمون بھی انھیں مضامین لطف انگیز کے ساتھ شایع نہیں کرتے یا صاف صاف یہی کیوں نہیں کہتے کہ تم کوئی بڑے آدمی نہیں ہو۔ لیڈر نہیں ہو۔ زردار نہیں ہو تو ہمے کسی فائدے کی امید نہیں لہذا اپنا مضمون تہ کر رکھو ہمیں ضرورت نہیں چنانچہ بالفعل خواجہ حسن نظامی صاحب اور حاجی محمد علی صاحب میں جو دلچسپ اور مفید خلائق عالمانہ بحث چھڑی ہوی ہے اور ہر روز جتنے کالم اس بحث پر تصدق ہو رہے ہیں اگر اتنے کالم کوئی مفلس صاحب غرض صاحب احتیاج شخص سال بھر میں اپنے معروضات کے لئے قدر قلیل اُجرت پر بھی طلب کرتا تو یقیناً ٹکا سا جواب ملتا اور ایسی منہ کی کھاتا کہ پھر شاید خط لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اس عمدہ اور نفیس مطلب پر آئندہ کچھ لکھنے کا ارادہ ہے بشرطیکہ مولانا پیچ بھی چل بسے "تفرمائیں" اور عدم وسعت کے معمولی تذکرے ریحاعب کی دل شکنی پر آمادہ ہوں فقط

راقم - زمین آسمان

موتیا بند یعنی تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء)

حضرت مصنف نے کہیں تو خود اور کہیں دوسروں کی زبان سے غریب انشاء اللہ خان پر چند قسم کے اعتراض فرمائے ہیں۔ مثلاً شیفتہ کا قول نقل کیا ہے۔

"ہیچ صنف را بطریقہ راسخہ شعر نگفتہ"

خود فرماتے ہیں:۔

"کسی نظم میں سید انشاء سے بالکل متانت کی توقع بے سود ہے" .... "اون کی غزلوں میں اگرچہ سخت ناہمواریاں اور بے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں۔"

میر حسن کی زبان سے۔ ایراد کرتے ہیں:۔

"بہ نوشتن است اکثر طرز او بطرز میر سوزی ملتزم"

اور فحاشی کا اعتراض ایک عام اعتراض ہے جس سے لکھنؤ میں جس کسی نے باہر سے بھی قدم رکھا وہ بھی ملوث ہو گیا۔

بہر حال یہ غور کرنے کی بات ہے کہ باوجود ان تمام عیوب کے سید انشاء کو ان لوگوں نے یا خود حضرت مصنف علام نے جو تمام تذکرہ نگاروں سے بلفظ خود زیادہ فائق ہیں اگرچہ جناب کے افادات سے دُنیا بالکل محروم ہے کیوں ذیل شعرا میں انکا نام لیا؟ اگر تذکرہ نگاری میں یہہ شرط ہے کہ "نکالے ہیں بوڈھے ڈبل پیسے پیسے" یا "ملوا سوہن کی ٹکیاں ڈبل میں دو" کہنے والے بھی شاعر ہیں اور انکا حال بھی ضرور لکھنا چاہئے تو ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ سیکڑوں غریب شاعروں کا نام ان تذکروں میں نہیں ہے۔ اور اگر صرف شمار کے قابل افراد کا حال لکھنے سے حق تذکرہ نگاری ادا ہو جاتا ہے تو پھر سید انشا کا نام باوجود اتنے عیوب کے مصحفی اور جرأت کے ساتھ لینا ایک گناہ ہے۔ خصوصاً اون لوگوں کے واسطے جو اوس معیوب کلام کو بھی صحیح پڑھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ مثلاً اس واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھ بات بھی!

ایک مصرعہ ہے نولکشوری مطبوعہ کلیات میں یہہ مصرعہ غلط چھپا ہے یعنے "بھی" کی جگہ "تھی" چھپ گیا ہے۔ حضرت نے بھی "نقل را چہ عقل" پر عمل فرمایا اور مصرعہ جیوں کا تیوں نقل کر دیا۔ اسی طرح یہہ شعر نولکشوری کلیات میں یوں چھپا ہوا ہے ؎

جھلکی سی چادر مہتاب اوپر برق کا
وہ ڈوپٹہ باڈلے کا سا جو لہرا گیا

حالانکہ شعر در اصل یہہ ہے ؎

جھلکی سی چادر مہتاب۔ اوسپر برق کا
وہ دوپٹہ باولے کا سا جو لہرا گیا

یعنے اوپر کی جگہ "اوسپر" اور "باڈلے" کی جگہ "باولے" ہے حضرت مصنف علام کی عیب بین عینک شاید نقل کے وقت کھو گئی تھی یا اونکی عیب بینی کی عادت صرف لکھنؤ میں قدم رکھنے والوں سے متعلق ہے دیگر مقامات کے شعرا انکا تیوروں سے علاقہ نہیں رکھتی۔ غضب خدا کا جسے یہہ بھی نہ معلوم ہو کہ "بادلا" اور "تاش" یہہ کپڑے ہیں جو زرین تار سے بنائے جاتے ہیں اگلے زمانے میں اکثر دولھنوں کے ڈوپٹے اسی کپڑے کے بنتے تھے اب اسکی جگہ ایک اور کپڑا استعمال ہوتا ہے جسے "گوٹا کناری" کہتے ہیں۔ ابر تنک میں برق کی دھاریوں کی تشبیہہ "باولے" کے ساتھ دی گئی ہے۔ اب کوئی حضرت مصنف سے پوچھے کہ حضرت یہہ "باڈلے کا دوپٹا" کیا چیز ہے کب ایجاد ہوا۔ کہیں ڈوپٹا بھی تیج الدماغ اور باڈلا ہوتا ہے!

دوسرا لطیفہ یہہ نولکشوری کاتب نے لاوارث مال سمجھ کے تمام کلیات کی تحریری نشتر جہالت سے کر دی ہے مشکل سے کوئی صحیح شعر نظر آتا ہے چنانچہ یہہ شعر صحیح کاتب نے لکھا تھا مصنف صاحب نے

بھی اوسی طرح لکھ دیا تو وجہ کیا؟ حضرت کو تحقیق لغات یا محاورے سے خدانخواستہ بحث نہ تھی۔ صرف تذکرہ شعر الہند لکھنا چاہتے ہیں شعر یہ ہے ؎

فساد نقرہ شکست سے نہ تھا مجھے پرہیز
علیل اس لیے اب ہوں بالکل جُبز یسج

کاتب نے جُبز (روٹی) کو خبر لکھا اور یسج کی جیم کا نقطہ کہاب یسج سمجھ کر کھا گیا" خبر یسج" کی بھی ایک ہی ہوئی۔ انشا اپنی بیماری کا اظہار کرتے ہیں کہ نرم نرم پھلکے کی نے کھاتے دم رُک گیا۔ مصنف صاحب سے الفاظ کی تصحیح بھی نہیں ہو سکتی جو کچھ کاتب نے لکھ دیا وہی صحیح ہے کون اہل خبرہ سے پوچھے آگے کچھ ہوگا شعر الہند لکھو چاہے شعر فہمی کا مادہ ہو یا نہو یہی نہیں آپ باقتضائے شوق تالیف مصحفی اور انشا کا تقابل بھی کرتے ہیں۔ اور ایک مقام پر مصحفی کے مقابلہ میں انشا کو یوں الفاظ ترجیح دیتے ہیں:۔

"لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ انشا کا تیکھا پن نہ پیدا کر سکے" شاید یہ ہے کہ تیکھا کے معنی ہی معلوم نہیں کہ یہ ہندی لفظ ہے اور اسکے معنی ہیں تیز مرچوں کی طرح چلنا۔ انشا کو ذرا تیکھا پن نہیں دکھاتے بلکہ وہ یوں الفاظ شکایت کرتے ہیں ؎

عجب ہوئے ہو لگے ہیں ابھی آپ بھی کہ تم سے
کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اوتا

تیکھا ہے تو معشوق ہے نہ عاشق۔ ایسی بے تکی باتوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جناب مصنف علام نے شعر گنتا یا شعر سمجھنا تو کیا کبھی کسی اچھے شاعر کی صحبت بھی نہیں پائی ہے کہ اور کچھ نہیں تو دو ادھی ہی شعرا کے اصطلاحات میں دے سکتے۔

جناب مصنف کی قابل رحم حالت دیکھ کے ہمیں ایک تحصیلدار صاحب یاد آگئے جو گویئے پر رعب جمانے کے لیے اپنے ہم نشینوں سے جو موسیقی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے بار بار دریافت کرتے تھے۔ کیوں جی نواب اس نے کونسی چیز شروع کی۔ نواب بتا دیتے تھے کہ اب بیلو شروع کیا ہے اب جنگلا الاپ رہا ہے۔ تمام معلوم ہوتے بھی تحصیلدار صاحب گوش تہ فرماتے۔ مگر کیا اچھا بیٹھا گویا ہو۔ خدا کی قسم جواب نہیں اور وہ سیکھنے کا خیال تو بس کیا کہوں کیا اثر رکھتا ہے۔ گویا سمجھتا تھا کہ تحصیلدار صاحب موسیقی بھی خوب جانتے ہیں وہ سلام کرتا اور دعائیں دیتا۔ ایک سننے کہ انکے دوست کو سوجھی دل لگی۔ بیٹے گویئے نے شروع کیا سارنگ۔ انھوں نے نواب سے حسب معمول پوچھا "ابی بتاؤ اب کیا گا رہا ہے" نواب نے کہہ دیا بھیرویں گا رہا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے ایک دنعرہ سے فرمایا "بھی بچھے خان یار تمہاری بھیرویں نے تو ستانا کر دیا آفت کیا بلا کی تانیں لی ہیں" استاد تھے تلن ایسا گھبرا گئے کہ تان حلق میں پھنسی اور منہ کھلا رہ گیا۔ کہنے لگے خداوند بھیرویں تو غلام نہیں گا رہا ہے۔ یہ تو سارنگ ہے" بے تکلف دوستوں نے قہقہہ لگایا تحصیلدار صاحب بھوے کھسیانے کہنے لگے "ابی ہم کیا جانیں یہ نواب شور نے جو بتایا وہی ہم نے بھی کہہ دیا"

تو بندہ پرور یہاں بھی یہی مصیبت ہے۔ سرکار مصنف علامہ تو ہیں شعر کی طرف سے بے بصیرت۔ شیفتہ نے جو کہا وہ بھی سچ ہے آزاد نے جو کہا وہ بھی ٹھیک ہوگا۔ جنھوں نے جو بتایا وہ بھی صحیح۔ خیر انے جو لکھا وہ بھی صحیح۔ اگر گانے والا لینے شاعر جس کی تعریف یا تحسین کیجاتی ہے موجود ہوتا اور کہتا کہ یا بھا کرتے ہو تو شاید حضرت بھی تحصیلدار صاحب کی طرح بول اٹھتے میں کیا جانوں۔ جنھوں نے یہی اپنے تذکرہ میں اشاعت ہی میں لکھا ہے۔ خیر یوں فرماتے ہیں شیفتہ نے اس طرح نکتہ چینی کی ہے اور فریفتہ نے اس سے بڑھ کے لات ماری ہے۔ کاتب کمبخت نے غلطی کی اوسنے بھی وہی لکھا جو اصل میں تھا۔ سارنگ بھیرویں ہو گیا تو میری بلا سے۔ یہ نامعقول ہمکو بہکائے تو ایسی بے تکی کیوں بانکتے؟

ایسے بیسیوں تو نہیں بلکہ سینکڑوں کتابوں میں جو ہم جیسا سارے اعتراضات کو یہاں کاتب کی غلطی پر محمول کرینگے اور کہینگے کہ آپ کو اس قسم کی خوردہ گیری نہ کرنی چاہیئے تھی۔ مگر انھیں اصل کتاب کی طرف رجوع کرنی چاہیئے۔ مصنف صاحب نے اپنی تمام عبارتوں کی تصحیح میں پورا اہتمام کیا ہے اور ایک نقطہ کی غلطی بھی مشکل سے ملنی ممکن ہے۔ برخلاف اسکے جو کلام آپ نے شعرا کے نقل فرمائے ہیں ان میں جو غلطیاں منقول عنہ کی ہیں وہ جوں کی توں قائم ہیں۔ فارسی عبارتوں کی غلطیاں ہم ابتدائی نمبروں میں دکھا چکے اور انشاء اللہ خاں کے نولکشوری چھوٹ کی غلطیاں اب پیش کر رہے ہیں اگر یہ چھاپہ کی ہوتیں تو کتنے کی گنجائش تھی آخر اسکے کیا معنی ہیں کہ "والا" "کشش" میر کے مطبوعہ دیوان میں ہے تو شعر الہند میں بھی ہے "خبر یسج" کلیات انشا میں کاتب لکھ گیا ہے تو وہ بھی شعر الہند میں موجود ہے۔ کہیں تو غلط کاری سے تجاوز ہوتا! لہذا ہم مجبور ہیں کہ جامع کتاب کی لیاقت کو اسکا ذمہ دار جانیں۔ اسکا امتحان یوں ہو سکتا ہے کہ انشا کا مجموعہ کلام حضرت کے سامنے رکھ دیا جائے اگر وہ اسکی تصحیح کر دیں تو ہم ہارے۔ ابھی تو یہ لوہے لگے چبانے کی۔ تو وجہ کیا؟ حضرت نہ زبان دان ہیں نہ سخن فہم۔ خیر انشاء اللہ خاں کے کلیات میں تو عربی فارسی ترکی پشتو بنگالی ہندی سب کچھ ہے۔ میر کا کلیات جو نولکشور کے مطبع میں چھپا ہے سامنے رکھ دیجیے۔ کیونکہ جلیل تصحیح اور ستر یا بیشتر غلط چھپا ہے کہ کوئی شعر مشکل سے ایسا ملیگا جو صحیح درج ہو اور دیکھیے کہ صحیح پڑھتے ہیں یا غلط؟ صفحہ ۱۷ سے ۱۸۰ تک حضرت مصنف علام نے ادھر اودھر سے مشہور وغیر مشہور بہت سے شاعروں کے نام لکھ ڈالے۔ اور ان کا کلام بھی۔ مگر اس تصحیح وقت میں جو کام آپ سے وہیں تسین



"منزل رسید"

کانگریس: "نگوڑ وزری سنبھلو۔ دیکھ کے چلو۔ ارے میں کچلی"

سواری: "ٹخ ٹخ ٹخ ہیں اور میرا بنا سب ہی لوگ رونا بس دم سادھے پڑی رہ۔ ٹخ ٹخ ٹخ"

کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شاعر کا مقطع یا شعر زیر نگاہ رہا اگر اوسنے عمومے سے بھی کسی شاعر یا دوست کا نام تجدید الکھدیا فوراً آپ نے اوسپر چوٹ کردی کہ فلان شخص فلان رنگ مین شعر کہتا تھا چنانچہ وہ خود کہتا ہے بالفرض غالب نے اپنی غزل مین ایک شعر کہا سہ

بنا ہے عیش تجمل حسین خان کے لیے

بس یہی دلیل ہے کہ اوستاد غالب تجمل حسین خان کے رنگ مین غزل کہتے تھے یا اگر انشا کا مصرع دیکھ پائین سہ

خیر ہے تکو اجی لعنت کرو شیطان پر

تو فوراً ارشاد فرمائین کہ انشاء اللہ خان شاعری مین شیطان کا تتبع کرتے تھے۔ یا کہین دیکھ پائین سہ

ہونے دیتے ہی نہین مین آنکھ سے اوجھل ذرا
غصہ آتا ہے مجھے صاحب کے باوا جان پر

تو زحمت کرکے لکھین "انشا ابتداءً 'ذرہ' کے شاگرد تھے بعد ازان 'صاحب' سے مشورہ کرتے رہے پھر 'داداجان' کا رنگ اختیار کرلیا چنانچہ خود فرماتے ہین ...... الخ۔

خیال کرنے کی بات ہے ایسا کون خوشگو شاعر ہوگا جو میر کا ثناخوان نہو بلکہ جتنے شاعرون نے میر یا سودا وغیرہما کا ذکر اپنے کلام مین کیا ہے حضرت نے اونھین تتبع میر یا مقلد سودا لکھدیا پھر مزا یہ ہے کہ اپنے دعوے کا ضعف بھی اپنے ہی دلائل سے ثابت کردیا۔ واہ ری شعر الہند۔ آپ اگر تمام کتاب کو بتامل ملاحظہ فرمائین تو میر کے تذکرے سے کوئی صفحہ بمشکل خالی ملیگا جستہ جستہ اوراق اولٹنے پلٹنے والے کو محسوس ہوگا کہ تمام کتاب میر کے حال مین کسی نے لکھی ہے ان سلیقہ شعاری کو اس مین دخل نہین ہے۔ اس کمی کے متعلق اگر وہ ہوشیار ہے تو سرے پر دار المصنفین اعظم گڈھ کا نام دیکھتے ہی سر جھکا کے چپ ہو رہیگا۔

لہذا ہم جناب بھی خموشی اختیار کرتے ہین۔

گزشتہ نمبرون مین تفصیل کے ساتھ ضروری مباحث طے کیے گئے ہین اور ہم حصہ اول شعر الہند کے تبصرے کو اسی سال مین ختم کرنا چاہتے ہین لہذا آئندہ نمبرون مین زیادہ تفصیل نہوگی۔ بس اشارہ اشارہ کو تفصیل کا قائم مقام سمجھیے۔

راقم۔ رفیع الخیال کمال

محتاط جج

ایک بادشاہ کو وہم ہوگیا تھا کہ میرا جسم شیشے کا حباب ہے۔ ٹھیس لگی اور ٹوٹا۔ بھاپ لگی اور ورکا۔

نبض نہ دیکھ او طبیب ہاتھ لگا اور ورا
میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور ورا

ہزاروں علاج ہوے مگر سہ

وہم کی دارو نہین لقمان پاس

لقمان کے پاس دارو ہو یا نہو ہم تو اوس مزدور کے قائل ہین جسنے طبیب کا بھیس بدل کے بادشاہ سلامت کو کسی تدبیر باور کرادیا کہ حضرت آپ آدمی معقول ہین گھبرائیے نہین۔ چلیے حمام "ارے مین شیشہ کا ہون" خداوند شیشہ بھی دھویا جاتا ہے۔ چلیے تو سہی "ارے مین شیشہ کا ہون نہ اوتاریے کپڑے" "ارے ارے مین ٹوٹا" بادشاہ چلانے لگے "دیکھو آہستہ سے" غرض حمام مین داخل ہوتے ہی حکیم صاحب پیٹ ہی تو گئے اور گدے پر گدا رسید کرنا شروع کیا۔ بادشاہ سلامت نے دو چار مرتبہ تو جھن جھن جھنا نا نا کی صدا دی مگر آخر تا کجے۔ دس بیس چپتیون کے بعد بھی نہ ٹوٹے تو یقین ہوگیا کہ شیشہ اصلی نہین ہے۔

سنتے ہین کہ ایک جج صاحب کے ذہن مین زمانے کی نازکی حلول کرگئی ہے آپ نہایت محتاط ہین سایہ سے بھڑکتے ہین۔ حضور آپکی ساس آئی ہین! "کہدو مین اونسے نہین مل سکتا اونکی ساقی کی خالہ کے سمدھی کے سالے کا دودھ شریک بھائی آجکل میرے یہان ایک مقدمہ مین مدعا علیہ ہے"

خداوند بیگم صاحب بلا رہی ہین!

"کہدو ۲۶ جنوری کے بعد گھر مین قدم رکھونگا اونکی اتاکے ناتحقیق صاحبزادے کا ایک دوست ایک مقدمہ مین گواہ مدعی ہے۔ ۲۶ کو پیشی ہے"

آئی خیر۔ دریافت کے قابل یہ امر ہے کہ اب کوئی حمام نازکی شکن ہے؟

راقم مستغفر

آپا دھاپی

آپ جانئے جب انڈین میڈیسن بورڈ یوپی مین تمام قابلیتین قانونی و انتظامی موجود ہین صرف طبی لیاقت کوئی ضروری شرط نہین ہے۔ اور کمیٹیون کی صدارت بھی اون لوگون کے پاس ہے جنھین مسرائی و یونانی طب کے متعلق کوئی شہرت حاصل نہین۔ تو پھر ان کمیٹیون کی ممبری کے واسطے کیون نہ بعض نام ہماری خاطر سے بڑھا دیے جائین۔ بظاہر یہ نام غیر متعلق معلوم ہونگے لیکن ویدک کی نسبت طب و ویدک کے ساتھ ہم ہر وقت ثابت کرنے کے واسطے موجود ہین۔ ان نامون کو اس لیے منظور کرنے کی درخواست کیجاتی ہے کہ زمانہ پچھلے پیرون پلٹ رہا ہے۔ کیا معنی کہ (بقول ہمدم مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۶ء) بورڈ کا پہلا جلسہ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کو ہوا۔ دوسرا جلسہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء کو ہوا۔ آئندہ جلسہ وسط جنوری سنہ ۱۹۲۷ء مین ہونے کی امید ہے لیکن بورڈ کی طرف سے پہلا امتحان سنہ ۱۹۰۵ء مین (آج سے ۲۰ برس قبل) ہوگا پس اگر سنہ ۱۹۰۰ء تک یہ فہرست مکمل ہوجائے تو بتائیے کیا نقصان ہے۔

ڈاکٹر پانڈے جی۔ چورن والے ساکن چوک کیپنور جو سر شام بھنگی بر دوش رجز خوانی کرتے ہین:۔

"چورن میرا اعلیٰ جس کو کھانے اونے اعلیٰ چورن مجھے وارہ جسین گندھک آنولا سار جسمین پڑا ہے چھپا کا موت جو کھائے وہی سپرت۔ چورن ہے لال بید کا۔ پیٹ کی دردی کو پکڑ لیتا ہے"

لیڈی ڈاکٹر مسماۃ بھینگا جنکی صدائے دلکش زنانہ گلی کوچے مین لذت افزائے گوش ہوتی ہے:۔

"چورررررٹ ۔ با [illegible] ن سینگی۔ دھات کا بیدن۔ باؤ کا بیدن۔ بجگی کا بیدن۔ درد کا بیدن۔ سینگی لگا دین۔ رکت ہٹائین۔"

چوسٹ کا بیدان۔ گوزنہ کا بیدان۔ کیمیٹ قمیض کا بیدان۔ بنگا۔۔۔۔۔ لے۔ بنگلہ ۔۔۔۔ دین ٭

حکیم جیسا کہ مہاراج نے جا جو گرم بمین آباد لکھنؤ جنکی روح افزائی سے تمام بنائی وہ دور ہو جاتے ہیں۔

٭ چنا جور گرم پیارے بین والے بجے وار۔ چنا جور گرم۔ چنا جور گرم میں بین والے بجے وار۔ جو کھاے سپرا جیا۔ بہت نمیں او سکا بنا۔ او سکو نہ بو کبھی جنا و نقا اور بچے کرنے والی دھنا۔ چنا جور گرم ٭

حکیم میر علی عرف افضل سائم۔ حکیم عدالت کلکٹری دوملاق۔ جنکی بچے ور ہاتون اور مسلسل فہرست امراض سے حذاقت نن کمدہ پا بنے لگے ہیں ٭

سنوت ہاشم۔ سلیمانی نمک۔ سردرد کی دوا۔ آنکھ کی دوا۔ کمن بیری کی دوا۔ بغل بیری کی دوا۔ جاے ہیٹے کا سرمہ۔ موتیا بند کا انجن جو تھا ہاری کی ٹھنڈائی والے نامہ اور تو وہم و ابس۔ حکیم عدالت روزانہ بیری لگاتے ہیں۔ غریبون کو دوا مفت دیتے ہیں۔ امیرون سے دام لیتے ہین۔ منز دہو اکام ہو۔ آنکھون سے پانی بہتا ہو۔ آنت او تری ہو۔ نیند نہ آتی ہو۔ سانپ نے کاٹا ہو۔ چار ہی کمن بیری دوا کی کھاو اور مفت لگا چھپے عبرت نظر آوے۔ انکے علاوہ قناس کی روزی فروش پاڑکے جام سانڈے والے۔ ولایت کے چٹ جاؤ۔ کیونکہ موتی جو چ پو سے نے قصائی۔ امین آباد کے حلوائی راشن چار سالکام کے نانی بھی حق دار شید دار ہین۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

راقم۔ اندھا دھند

مختصرات

نہایت افسوس ہے کہ ہمارے دوست وصل بلگرامی مریض [illegible] ہدایت بند لکھنؤ آگر رہا ہو صوف اکیلے ایڈیٹر صاحب حقیقت کے یہاں دعوت کے نصیب ہوئے تھے۔ ہم انشاء اللہ ایک آدھ ہفتہ میں یہ تہنیت حاصل یابی غسل صحت کی خوشی میں موصوف دوستون کی دعوت کرینگے۔ اور ایڈیٹر صاحب حقیقت کو بھی بلا لینگے۔ ہم اسی ہے۔

کہ ایڈیٹر صاحب حقیقت اس دعوت مین تانگے پر سوار ہوں۔

ہمارا خیال ہے کہ گھوڑ سوارون کو گرانے کی کارروائی جاری رکھنے میں گدھے بہت کام دے رہے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ اگر سواریوں کی ٹانگیں یونہی اکھاڑ کر رفتہ ہوتی رہیں تو بادہ وش ہونے والوں کی تعداد بڑھ جائیگی۔ اور پیدل چلنے والوں کی تعداد گھٹیگی۔ کیا ہے کہ ٭ این امید جا برسر اسپان خواہد رسید ٭

وہ دونون ہاتھی بھی عجیب چیز تھے جو سعادت خان برہان الملک اور اونکے بھتیجے نواب شیر جنگ کو نادر شاہ کے لشکر میں پہونچا آئے۔ نادر شاہ دہلی جیت گیا نہ جنگ ہی لگی نہ جھگڑا ہی۔ واقعہ یہ ہے کہ شیر جنگ و سعادت خان دونو محمد شاہی فوج کے سردار تھے۔ ہاتھیون پر سوار ہو کے لڑنے نکلے۔ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی برہان الملک کے ہاتھی پر حملہ کر بیٹھا جسو نہ سے اور مستک کے وار ہونے لگے۔ فیلبان لاکھ لاکھ سنبھالتا روکتا رہا مگر وہ کبھی ہار ہاتھی کسکی سنتے ہین۔ آخر دونو لڑتے بھڑتے اپنی فوج سے نکل کے دشمن کے لشکر میں جا رہے۔

ہم دیکھتے ہین کہ خواجہ حسن نظامی اور مسٹر حاجی دونو کی لڑائی کا بھی یہی انجام ایک دن ہونا ہے۔ ان کی پوچھو تو ہمارے نزدیک حسن نیت کے قرون کی یوعہ نہ ان کے دل میں ہے نہ اون کے۔ برہان الملک امیر الامرائی کے امیدوار ہین اور شیر جنگ اسلام کا نام لے کے تنہا تعلیا سمیٹ رہے ہین۔ اب رہے نظام الملک آصف جاہ اور جنہوں نے تیمور کے ہونے پر پیاد کو برآمد کرانا چاہا تھا اسی کے بدولت

آئینہ تقدیر میں جلوہ نادر دیکھا اس کا الزام نہ خواجہ کی ناسمی دشمنی کے سر تھوپا جا سکتا ہے نہ حاجی کے گزرے مُردے انگیز ہے اس موضوع کو کوئی مدد پہونچ سکتا ہے۔

خواجہ اور حاجی کی تو تو میں میں سے دنیا کو دنگل لیڈرون کی کارستانیاں خوب کھل کھلا بو ہو تماشا دکھا رہی ہین۔

٭ دوسرے کا سہ گدا بھی ہیں یعقوب پہلوی ڈال۔

اختر کی برسات ہیں گیس۔ نجو کا تیرا عمل جیا لال ہوگی سات سمیری کی سات بچا ئین۔ تو سیری ایک۔ ماتوی ساون کا گئی ہیں بچارن ایک۔ جنیا۔۔۔۔ سال دہائین بات دہائین اور دہائین لکھنؤ۔ کوٹھے پر سے گر پڑین۔ ناک ٹیلیا کو۔ جنیا۔۔۔۔۔ ناورن کی ہیں لاڑی۔ لال گڑ دہی کھائین۔ ستیان کی گود ہی ہین۔۔۔۔۔ اور پچا ئین۔

اجیہ حاجی نقی علی خان صاحب ہیں سے مفت میں ایک طرف سے خلام اور دوسری جانب سے مقدوم مگر ملت عظیم کی حیثیت سے پیش کیے جا رہے ہین۔ یہ کوئی نعمت ہے تو شکر ادا ہونا چاہیے۔ اور بلا ہے تو صبر کی فکر لازم ہے۔

نقشہ کھینچنے کا محاورہ شائی امریکہ میں برمحل استعمال ہوا۔ ۲۵ جہاز اور ۵ ہزار ملاح سردی کی شدت سے برفیے کی شکل ہو گئے۔ سطح برف۔ پانی موتی نہ برف کی بوند

اکھیہ سردی پڑی ہر ایک تار جم گیا
کاسہ چرخ برین ساغر کے سارا جم گیا

یہ خبر تو صحیح رفت برشتہ ہوا ہے مگر اس کی شکایت ابھی کم نہیں ہوئی ہے۔ ہم ایک آدھ روز کی دیر یا خدا تو مہر اضطراب ظاہر فرمایئے۔

ہر قسم کی ناول قصہ جات دواں کتب تاریخ تذکرہ اسکولی کتابیں عربی فارسی اردو نجوم رمل و قیافت کی کتابیں ... سے طلب کیجئے۔ ... منیجر ... دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ